

شیخ الحداد

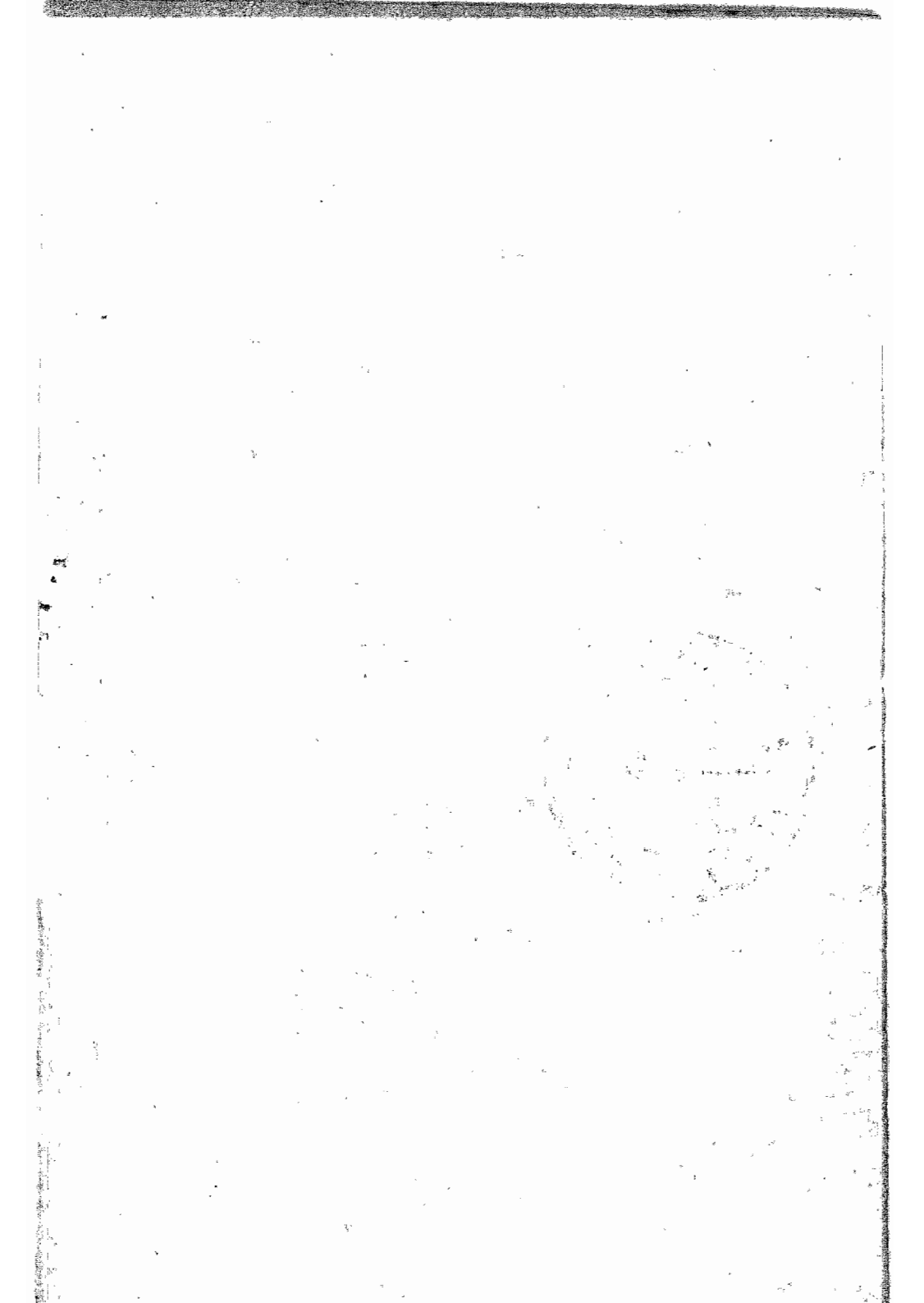
سلسلہ مطبوعات ۲۸

وقت کی قدر قیمت



مولانا حفظ الرحمن سیولہ روئی

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن



باسمہ تعالیٰ

حرف اول

آج معاشرے میں تنگی وقت کی شکایت عام ہے اور اسکی بنیاد پر کوتاہی عمل کے لئے بہانہ سازی کا مرض بھی روز افزوں ہے۔ کیا واقعی وقت نے اپنی وسعتیں سمیٹ لی ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ انسان اور خاص طور پر پسماندہ ممالک کا انسان وقت کی منصوبہ بندی کی اہمیت سے غافل ہے، یوں تو ہر شعبہ زندگی اس وقت منصوبہ بندی کے بغیر ترقی کے عمل سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ تمام تر منصوبہ بندی، وقت کے حسن استعمال کی منصوبہ بندی کے بغیر شرمندہ تکمیل نہیں ہو سکتی۔

سرمایہ وقت کی نعمت سے ہر انسان مالا مال ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے ضیاع کی بجائے اس کے حسن استعمال کو ہدف بنایا جائے، تاکہ وقت کامیابیوں کا نقیب بن سکے۔ بصورت دیگر حسرت اور پچھتاوے کی کیفیت سے محفوظ رہنا ممکن نہیں ہوتا۔

زیر نظر پمفلٹ میں حضرت مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی نے وقت کے سرمایہ کی اہمیت اور اس کے حسن صرف پر اظہار خیال کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن اسکو اس نقطہ نظر کے تحت شائع کر رہی ہے کہ قارئین اس بارے میں بھی غور و فکر کر کے تنگی وقت کے شکوہ عام کی بجائے وقت کو اپنے قابو میں لانے کے طریقوں کی بابت سوچیں اور یوں "ابو الوقت" کا کردار ادا کریں۔

چیسر مین

سرمایہ وقت	نامہ مختلف
مولانا نذیر الرحمن سیوہاروی	تحریر
سنی ۱۹۹۳ء	طبع اور
شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن	لاہور
پوسٹ بک نمبر ۳۶۳ ملتان	

سرمایہ وقت

"وقت" ماں ہی کی طرح "پونجی" ہے اس لئے ماں کی طرح اس میں بھی میانہ روی اور تدبیر استعمال ضروری مسئلہ ہے اور ماں کو تو جمع اور ذخیرہ کر سکتے ہیں۔ "وقت" اور "زمانہ" کے لئے یہ ممکن نہیں۔

زمانہ اور وقت کی قدر و قیمت کسی طرح بیش قیمت مال سے کم نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے دونوں کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کا بر محل خرچ اور اچھے استعمال پر موقوف ہے۔ پس وہ بنجیل ہے جو اپنے ماں کو "قوت" لاد موت" سے زیادہ خرچ نہیں کرتا دراصل "فقیر" ہے یا اس جیسا ہے جس کے پاس کھوٹی پونجی "ہو اسی طرح جو شخص اپنے وقت کو اپنی اور اپنی جماعت کی سعادت و بہبود میں خرچ نہ کرے۔ اس کی عمر بھی ایک کھوٹی پونجی ہے۔

بلاشبہ ہم ایک محدود زندگی رکھتے ہیں لیل و نهار کا یہ چکر ایک خاص نظم سے جاری ہے اور ایک کا دوسرے سے مگر اجانا ناممکن ہے۔ پھر زندگی بھی چند حصوں پر تقسیم ہے۔ بچپن، جوانی، ادھیر، بڑھاپا اور ہر حصہ اپنا خاص عمل رکھتا ہے۔ جو دوسرے حصہ میں غیر مناسب ہے یا شکل و محال، جیسا کہ بے وقت زراعت نہیں ہو سکتی یا غیر مفید ثابت ہوتی ہے میزبان مراحل کے ساتھ خود زندگی ہی چند روزہ ہے اور جب موت کا وقت آجائے گا تو پھر اس سے مفر کہاں ہے؟

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

بچپن گیا تو اب کہاں؟ جوانی گئی، تو بہار گئی، بڑھاپا آیا تو پیام موت آیا۔ غرض عمر عزیز بہت ہی محدود شے ہے اور اس میں کئی زیادتی ممکن نہیں اور اس کی قدر و قیمت حسن استعمال پر موقوف، تو از بس ضروری ہے کہ ہم اس کی پوری طرح حفاظت کریں اور اس کو بہتر سے بہتر طریقے پر استعمال کریں۔

وقت کو محفوظ اور بار آور بنانیکا واحد طریقہ

اور "وقت" کی حفاظت اور اس سے نفع کی صورت میں ایک طریقہ کے سوا اور کسی طرح ممکن نہیں اور وہ یہ کہ زندگی کا مقصد وحید صرف پسندیدہ اخلاق ہوں اور پھر اس کے لئے زندگی کے تمام "وقت" کو صرف کر دیا جائے۔ اس لئے کہ انسان کے صنایع وقت کے دو اسباب ہوتے ہیں ایک یہ کہ انسان کی کوئی غرض و غایت ہی نہ ہو جس کے لئے وہ سعی کرے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:

میں اس بات کو معیوب سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی لایعنی زندگی بسر کرے نہ دنیا کے لئے کوئی عمل کرے نہ آخرت کے لئے"

لہذا اس پڑھنے والے کا وقت کس قدر ضائع ہے جو ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے ہے اور اس کے سامنے کوئی معین غرض نہیں ہے۔ مثلاً کوئی "خاص موضوع" یا کسی خاص مسئلہ کی تحقیق" اور اس آدمی کو کس قدر تکلیف ہوتی ہے جو چل رہا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کے سفر کی غرض و غایت کیا ہے کبھی ایک سرنگ سے دوسری سرنگ پر چل نکلا اور کبھی ایک دکان سے دوسری دکان کی طرف رخ کر دیا۔ اور اگر انسان کے سامنے غرض و غایت متعین ہوتی ہے تو وہ تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کر لیتا ہے اور یہ غایت اس کو سیدھی راہ پر لگا دیتی ہے۔ غرض و غایت کے تعین کے بعد اگر حصول غرض کے لئے اس کے سامنے متعدد امور ایک دوسرے کے مقابل بن کر سامنے آجائیں تو انسان کا فرض ہے کہ ان امور کا انتخاب کرے۔ جو غرض کے لئے مفید ہو اور غیر مفید کو ترک کر دے۔ اور جو لوگ اپنی غرض متعین نہیں کرتے تو "ان پر" "وقت" اس طرح گزر جاتا ہے جس طرح "اینٹ پتھر پر" ایسے اشخاص سے کوئی بہتر کام یا عظیم الشان کام شاید انجام پاتا ہو۔ بے مقصد انسان کی مثال اس کشتی کی سی ہے۔ جو بغیر کسی سبب کے موجوں میں تھپیرٹے کھاتی پھرتی ہے۔ اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے

کہ جو کثیر الاستعمال ہوتے ہیں۔ ان کے وقت میں بھی وسعت و برکت ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کے سامنے مقصد ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت کو تردد و انتشار میں نہیں گزارتے اور وہ محل اور موقعہ کے ہاتھوں میں گیند کی طرح نہیں ہوتے کہ جس طرح چاہیں ان کے ساتھ کھیلیں بلکہ وہ اپنے لئے خود اسباب و مواقع پیدا کرتے ہیں اور اپنی زندگی اغراض کے مطابق ان میں جس طرح چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔

انسان کے ضیاع وقت کی دوسری شکل یہ ہے کہ اسکے سامنے غرض و غایت تو متعین ہے لیکن وہ اس مقصد کے حق میں مخلص اور سچا نہیں ہے۔ اس لئے نہ تو اس تک پہنچنے کے لئے ٹھیک جدوجہد کرتا ہے اور نہ ایسے کام کو انجام دیتا ہے جو اس کے مقصد کے مطابق ہوں۔ غرض کا متعین نہ ہونا اور مقصد کے حق میں مخلص نہ ہونا یہی وہ چور ہیں جو وقت کی چوری کرتے ہیں اور اسکے فائدے کو برباد کرتے ہیں اور ان دونوں دشمنوں کے وجود سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ "فرض منصبی" میں تاخیر، عمل کے لئے جو محدود وقت ہے اس کی حفاظت سے بے پرواہی، اور بیتہم جدوجہد سے "بیزاری" ہیں اس لئے از بس ضروری ہے کہ تعین مقصد کے بعد چند منٹ بھی ضائع نہ ہونے دے ورنہ اس کے دو نتیجے ظاہر ہوں گے یا تو کام میں جلد بازی کرنی پڑے گی اور سوچ بچار کو چھوڑنا پڑے گا کہ ضائع شدہ وقت کی تلافی ہو سکے، اور پھر ان اوقات پر جو کہ دوسرے فرائض کے لئے مقرر ہیں دست درازی کرنی ہوگی اور یہ دونوں باتیں ضرر رساں ہیں۔ اس ضمن میں کسی کام میں اس کے اپنے وقت سے ٹال کر کرنا بھی آجاتا ہے۔ پس جہلا ہوا کام اول تو ہوتا ہی نہیں اور اگر ہوتا بھی ہے تو اس عمدگی اور استواری کے ساتھ نہیں ہوتا جس طرح کہ اپنے وقت کے اندر ہو سکتا ہے۔

وقت اور آرام

وقت کی حفاظت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ انسان مسلسل کام میں مصروف

رہے اور کسی وقت آرام حاصل نہ ہو۔ بلکہ مستحب یہ ہے کہ راحت و فراغت کے وقت کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ وہ عملی جدوجہد کے لئے زیادہ قوی اور تروتازہ بنا دے۔ پس اگر راحت و فراغت کے وقت کو سستی اور کاہلی میں صرف کر دیا جائے تو اس طرح ہم اس وقت سے نہ کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور نہ عمل میں ہم کو اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اس وقت کو جائز تفریح اور ورزشی ڈور و صوب یا چلنے کی مشق میں صرف کیا جائے تو بڑا شبہ یہ عمل کی زندگی میں فائدہ مند ثابت ہوگا، اور اس ذریعہ سے ہم ایسی قوت حاصل کریں گے کہ اس سے اپنی عرض و غایت کے لئے خدمت لے سکیں اور اسی کو "وقت کا تحفظ" اور "وقت کا اقتصاد" سمجھتے ہیں۔ زمانہ اور وقت انسان کے لئے ایک جنس خام کی طرح ہے جس طرح "خام لکڑھی بڑھنی کے ہاتھ میں" یا "خام لوہا لوہار کے ہاتھ میں" اب کارگر منتظر ہے کہ اپنی جدوجہد کے ساتھ لکڑھی اور لوہے سے "عمدہ اشیاء تیار کرے" یا انکو بیکار چھوڑ کر برباد کر دے۔ اور اس اصول پر زندگی کی قیمت پہچاننا لوازمات انسانیت سے ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنے اوقات کو صرف ان ہی امور میں خرچ کریں جو مقاصد کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں۔ وقت سے فائدہ اٹھانے میں جو شے غرض و غایت کے تعین کرنے کے بعد مدد دے سکتی ہے وہ حسب ذیل دو باتوں کا صحیح علم ہے۔

(۱) عمل کو کس طرح شروع کیا جائے؟

(۲) اور کس طرح مصروف رہا جائے کہ عمل کی تکمیل ہو جائے۔

انسان کے لئے یہ غور و فکر کہ وہ عمل کی ابتدا کس طرح کرے غالباً سب سے دشوار بات ہے۔ اس لئے وقت کا اکثر حصہ اسی مرحلہ کی نذر ہو جاتا ہے ایک طالب علم ہی کو دیکھئے کہ جب وہ اپنے اسباق کا دورہ کرنا چاہتا ہے تو وہ بڑی فکر میں پڑ جاتا ہے کہ ابتدا کس سے ہو۔ سوچ کر ریاضی کو شروع کرتا ہے۔ مگر مشکل مضمون سمجھ کر طبیعت فیصلہ کرتی ہے کہ پہلے جغرافیہ کو ہی کیوں نہ زیرِ مطالعہ لائے کہ وہ

ریاضی سے سہل ہے، اسی طرح تیسرے مضمون کی جانب تو وہ مبذول ہو جاتی ہے۔ اور وقت کا معقول حصہ ہی انتخاب کی نذر ہو جاتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہر کام کی ابتدا اسیلئے دشوار ہوتی ہے کہ طبیعت اور عادت ابھی اس سے مانوس نہیں ہے اور انسان آرام و زندگی سے محنت طلب عمل کی جانب منتقل ہوتا ہے تو جو شخص بھی ان دو سوالوں کو جس قدر محنت سے حل کریتا ہے اسی قدر وہ بے وقت سے فائدہ سماتا ہے۔

پہلی بات کا علاج

پہلے سوال کا حل یا پہلی مشکل کا علاج یہ ہے کہ غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کرے کہ زیر تجویز امور میں سے کونسا امر لائق ترجیح ہے اور اسی طرح ان کے درمیان ترتیب قائم کرے ازل بعد عمل کے لئے عزم راسخ کرتے ہوئے اضطراب و تردد کو بے معنی بنا دے کہ کوئی مشکل اور دشواری عزم کے لئے حائل نہ ہو سکے۔ اس سلسلے میں زندگی کا پہلا مرحلہ ضرور کچھ وقت لے گا لیکن یہ طریق کار زندگی کے بقیہ مراحل میں وقت کی بچت کے لئے زیادہ سے زیادہ معاون ثابت ہوگا۔ اگر ترجیح اور ترتیب کے بعد عمل پر آمادگی کے مرحلہ پر پہنچ کر نفس کو پختگی اور عزم راسخ سے مستصف اور مشکلات کے مقابلہ میں جبری نہ پائے۔ تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ایسی کتابوں کا مطالعہ کرے جو اس کو عمل پر بہادر بناتی اور سعی عمل پر مرد میدان بننے کی ترغیب دیتی ہوں اور ایسے اشعار کو پڑھے جو جدوجہد زندگی پر براہ کھینختہ کرتے اور قلب میں انبساط و نشاط پیدا کر کے عمل پر شجاع بناتے ہوں۔ ایسی بہادر اور نمایاں ہستیوں کی تاریخ پیش لائے جن کی سعی عمل اور جدوجہد نے دشواریوں کے گرہ عظیم کو ہٹا کر کار نمایاں انجام دیئے ہوں اور جن کی زندگیوں کمال کامرکثابت ہوئی ہوں، اور یا کم از کم فکر و نظر کے ذریعہ ذہن میں ایسا نقشہ کھینچے جو سستی اور بزدلی کے نتائج پر اور ہمت و شجاعت اور عزمِ صمیم کے نتائج کو پیش کر کے نفس کو جبری بنا دے۔ انسان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ

جب کسی کام کو شروع کرے تو پوری توجہ اور انہماک سے انجام دے، اور شور و ہنگاموں کے مقامات سے دور ایسی جگہ رہے جہاں ایسے مناظر نہ ہوں جو اس کے کام سے بے پرواہ کریں اور نہ ایسی دلچسپیاں ہوں جو اس کے عمل میں رکاوٹ کا باعث بنیں۔

دوسری بات کا علاج

اس طرح کسی مقصد کو شروع کرنے سے کامیابی کی پہلی منزل پوری ہو جاتی ہے اور اب دوسری منزل سامنے آ جاتی ہے یعنی تکمیل کار کس طرح ہو؟ تو اس کے لئے بہتر علاج یہی ہے کہ انسان انتخاب کار کو ضرور خیال کرے یعنی ایسے کام کی بنیاد ڈالے جو اس کے قلبی رجحانات اور نفس کے میلانات سے مطابقت اور اس کی استعداد اور کھتا ہو، اور اس کو بروئے کار لانے کو سود مند سمجھتا ہو، بلکہ ناکامی، طلالِ طبع بلکہ ہمت شکنی کا سبب بیشتر غلط انتخاب ہی ہوتا ہے۔

پس اگر سطور بالا طریق کار کو پیش نظر رکھا جائے تو انسان میں اس کام کی انجام دہی کے لئے ہمت بند اور عزم و رفع پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک طالب علم، ایک طالب فن اور ایک طالب حرفہ کی فطری مناسبت کے خلاف علم، فن اور حرفہ کا انتخاب کیا جائے تو پہلی مشکل کا حل کتنا کچھ ہی کیوں نہ کر لیا جائے اس میں عمل کے لئے بلند عزم و رفع ہمت نہیں پیدا ہو سکتی اور کامیابی تک پہنچنا ناممکن نہیں تو دشوار تر ضرور ہو جائے گا اور وقت عزیز کا وہ بہت سا قیمتی حصہ ضائع ہو جائے گا جو انتخابِ عمل کی صحیح حیثیت میں بلاشبہ رہتا اور زندگی کے اہم کاموں میں کار آمد بنتا ہے۔

فراغت کے اوقات

اپنے "فارغ اور خالی" وقت کا عمدہ استعمال بھی زندگی کے ان اہم مسائل میں سے ہے۔ جس کی طرف توجہ اور فکر و غور کی ضرورت ہے اس لئے کہ اس عدم توجہ کی بناء پر ہماری عمر کا اکثر حصہ یوں ہی برباد ہو جاتا ہے اور ہم کو یہ نہیں

معلوم ہوتا کہ فراغت کے اوقات کس طرح گزاریں۔
 رے کے عموماً اس وقت کو "گلی کوچوں" اور "بازاروں" میں گھوم پھر کر
 گنوا دیتے ہیں۔ جوان اور بوڑھے قوم، چائے نوشی کے ان مقامات میں گزار دیتے
 ہیں جہاں نہ صاف ہوا کا گزر نہ خوشگوار منظر اور نہ کوئی بدنی یا عقلی ورزش کا سامان
 میسر، ان کا بہت زیادہ وقت لا حاصل باتوں اور غیر مفید کھیلوں میں ختم ہو جاتا ہے
 گو یا اس طرح وقت کو برباد کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حالانکہ کام کے اوقات پر اس کا
 بہت برا اثر پڑتا ہے اس لئے جو شخص اپنی تفریح کی زندگی سے نا آشنا ہے وہ کام
 کی زندگی سے بھی بے بہرہ ہی رہتا ہے۔

یہ کھنا بے جا نہ ہوگا کہ اس "برہادی اوقات" کا سب سے بڑا سبب غالباً
 "قوم" اور "حکومت" کا عدم تعاون اور غفلت ہے، کہ انہوں نے نہ اخلاقی مجالس کا
 انتظام کر رکھا ہے اور نہ مختلف "محلوں" میں جسمانی ورزشوں کے لئے مجلسیں قائم
 کی ہیں جن میں وہ اخلاقی اور جائز تفریحی مشاغل جاری رکھ سکیں اس لئے ان کے
 سامنے "سٹرک" اور "قوم خانہ" کے علاوہ دوسرا کوئی منظر ہی نہیں ہے۔ حکومت اور
 قوم کا بہت بڑا فرض ہے کہ وہ افراد قوم کے لئے "اخلاقی مجالس" باغات اور پارک
 مکاتب و مدارس اور لائبریریاں ہر محلہ اور قبیلہ میں قائم کرے۔ یہ بات کبھی
 فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ "قوم" میں جمالت اور صحیح تربیت کا فقدان اس کے
 ذوق کو خراب اور تباہ کر دیا کرتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ
 محلہ یا شہر "میں قوم خانہ، باغ پارک، لائبریری، تفریح گاہ، سب موجود ہیں مگر اس
 کے باوجود صرف "قوم خانہ، ہوٹل" یا "سینما" جیسے فضول مقامات زائرین سے
 آباد ہیں اور باقی تمام مقامات خالی ہیں ان میں خال خال آدمی نظر آتے ہیں۔

اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ ہماری گھریلو زندگی اس قدر خراب ہو چکی ہے
 کہ مردوں کو گھر کے نام سے وحشت ہوتی ہے اور وقت گزارنے کے لئے یونہی
 بڑے پھرتے ہیں حالانکہ عام مجلس کے مقابلہ میں جہاں وہ وقت گزارتے ہیں،

باعزت اور ہر طرح قابل احترام یہی گھر کی زندگی ہے اور اس گھریلو زندگی کی خرابی کا بڑا سبب افلاس و فقیری اور زن و شوہر کے باہمی حقوق سے غفلت اور دہشتی و دنیوی علوم سے جہالت ہے۔ درحقیقت انہی دونوں قسم کی جہالت و غفلت نے اس پاک زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔

فرصت کے اوقات کو کس طرح گزارنا چاہئے

۱- ورزش سب سے پہلی چیز جس میں فرصت کا وقت گزارنا چاہئے کھلی فضا اور صاف ہوا میں مختلف قسم کی ورزشی تفریحیں ہیں اس لئے یہ تندرستی کو بڑھاتی، نفس انسانی کو تروتازہ بناتی اور اس کو عمل کا شائق کرتی ہیں۔

۲- فرصت کے بعض اوقات میں "کتاب" بھی انسان کے لئے ایک عمدہ ریاضت ہے اور اس میں مزدور، نوکر پیشہ، طبیب اور مهندس وغیرہ سب برابر ہیں۔ کتاب ایک بہترین دوست اور رفیق ہے اس لئے از بس ضروری ہے کہ ہر "محلہ" میں کتب خانہ اور لائبریری ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یہ سیکھیں کہ کتاب کا مطالعہ کس طرح کرنا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر کتاب پڑھنے کا فائدہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کتاب کے پسند کرنے میں فکر و سوچ سے کام لیں یا کسی صاحب الرائے کی رہنمائی حاصل کریں اور جب اس مرحلہ کو پورا کریں اور پڑھنا شروع کریں تو اب ہم کو اسے چھوڑنا نہ چاہئے اور مشکلات اور تنگی کی پرواہ کئے بغیر اس کے مطالعہ میں مصروف رہنا چاہئے حتیٰ کہ ہم اس کام کو ختم کر لیں۔

اور ایک صفحہ سے اس وقت تک دو سرے صفحے کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے جب تک پہلے صفحہ کے مضمون کو دل نشین نہ کریں اور ہماری عقل اس کو ہضم کر کے اپنی ملک نہ بنا لے اور کتابوں میں بھی سب سے بہتر اخلاقی کتابوں کا مطالعہ ہے جو اپنے ایمان کو قوی اور کردار کو صحیح اور مستحکم بناتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے "تم کو علم کا نگہبان اور اس کے

لئے صاحب عقل و فہم ہونا چاہئے۔ ناقل و راوی نہ ہونا چاہئے کیونکہ علم کا سر ایک دانا و فہیم تو راوی بھی بن سکتا ہے لیکن ہر ایک راوی و ناقل اس روایت کے فہم و معنی کا حامل نہیں ہو سکتا۔

اور ایک دانا کا مشہور قول ہے کہ:

علم اس وقت تک اپنا ایک حصہ بھی کسی کو عطا نہیں کرتا جب تک حاصل کرنے والا اپنا سب کچھ اس کے حاصل کرنے میں قربان نہ کر دے۔
ورر سکنی بکتا ہے:

بہمی تم انگلستان کے سارے کتب خانوں کو پڑھ ڈالو گے مگر اس کے بعد جیسے تمہے ویسے ہی رہو گے گو یا کچھ پڑھا ہی نہیں لیکن اگر کسی اچھی کتاب کے دس صفحات بھی غور سے پڑھ لو گے تو کسی نہ کسی درجہ میں متعلقہ کھلا سکو گے۔

ور چون لوک کا قول ہے:

زیادہ پڑھنا مفید نہیں بلکہ بڑھے ہوئے کو سمجھ کر عقل برحان اصل شے ہے پس جو کچھ ہم پڑھتے ہیں "اس پر غور و فکر" اس کو ہمارے نفس کا جزو بنا دیتے ہیں۔ ہماری فطرت بھی اس کی متقاضی ہے کہ ہم فکر و نظر سے کام لیں اور یہ کافی ہیں کہ ہم اپنے نفس کو زیادہ معلومات سے تقیل کر کے بے مزہ بنا دیں۔ اس لئے کہ جو چیز ہم جہاں نہ سکیں اور ہضم نہ کر سکیں وہ غذا نہیں بن سکتی اور نہ وہ ہماری قوت کا باعث ہو سکتی ہے۔

اخبارات و رسائل

ذمت کا کچھ وقت اخبارات کے مطالعہ میں صرف ہونا چاہئے ورنہ سرف

اوقات کے ابواب میں سے ایک "بہتر باب" ہے۔ اخبارات افکار و حوادث سے مطلع کرتے اور عقل و شعور میں اضافہ کرتے ہیں ان ہی کی بدولت انسان روز مرہ کی زندگی پر عبور حاصل کرتا اور اپنے گرد و پیش سے باخبر رہتا ہے تاہم ان کا اس قدر عاشق نہ ہونا چاہئے کہ ان کے مطالعہ میں دوسرے فرائض سے بھی ناقل

ہو جائے۔

مفید خدمت

اوقات فرصت میں دوسری مشغولیتوں کے علاوہ ایک بہترین مشغلہ یہ ہے کہ انسان کسی مفید کام کا عاشق و شیدائی بن جائے مثلاً پرندوں (جانوروں) کی تربیت، مختلف زمانوں کے آثار کی تفتیش اور ان میں سے ایک دوسرے کے درمیان روابط پیدا کرنے کی کوشش۔ اس لئے ان مشاغل میں بہت لطف حاصل ہوتا ہے اور ان کا فائدہ بھی بہت زیادہ ہے۔

فرصت کی گھڑیوں کی سب سے زیادہ بربادی "قومہ خانوں" "عام محفلوں" اور بیکار مجلسوں میں وقت گزارنا ہے۔ دن میں اگر ایک گھڑی بھی کسی نے ان بیکار مقامات میں گزار دی بلاشبہ اس نے سال کے پندرہ روز و شب ضائع کر دیے گویا دس سال میں پانچ مہینے برباد کر دیئے اور یہ مدت کسی زبان کے جدید لغت یا علم کی معرفت یا علم کے حصہ وافر کو حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔ تو اب ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو روزانہ دو یا تین گھنٹے یا اس سے زیادہ ان لایعنی مشاغل میں صرف کر کے عمر عزیز کو ضائع کرتے ہیں۔

بہاری مطبوعات

- | | |
|--|---|
| <p>شیخ المنہ مولانا محمود حسن</p> <p>شیخ المنہ مولانا محمود حسن</p> <p>مولانا عبید اللہ سندھی</p> <p>مولانا عبید اللہ سندھی</p> <p>مولانا عبید اللہ سندھی</p> <p>مولانا عبید اللہ سندھی</p> <p>مولانا حفص الرحمن سیوہاروی</p> <p>مولانا حفص الرحمن سیوہاروی</p> <p>مولانا سید محمد میاں</p> <p>مولانا سید محمد میاں</p> <p>مولانا شوکت اللہ انصاری</p> <p>چوہدری افضل حق</p> <p>چوہدری افضل حق</p> <p>چوہدری افضل حق</p> <p>چوہدری افضل حق</p> <p>مولانا فارسی محمد طیب</p> <p>مفتی سعید الرحمن</p> <p>محمد مقبول عالم بی اے</p> <p>مفتی عبد الحائق آزاد</p> <p>مفتی عبد الحائق آزاد</p> <p>مفتی عبد الحائق آزاد</p> <p>مفتی عبد الحائق آزاد</p> <p>چوہدری عبد الرؤف</p> | <p>جدوجہد لوز نو جوان</p> <p>استعماری نظام اور ملی تقاضے</p> <p>فکر ولی اللہی کا تاریخی تسلسل</p> <p>قرآنی حزب الخطاب</p> <p>قرآنی اہم الخطاب</p> <p>قرآنی قانون الخطاب</p> <p>قرآنی اصول معاشیات</p> <p>اسلام کے اقتصادی نظام کا تقابلی جائزہ</p> <p>فردوس اجتماعیت</p> <p>پہلی عالمی تحریک (نسب، زمین، پروگرام برادر جماعت اور مشاہدہ)</p> <p>امام شاہ عبدالعزیز (اخبار و خدمات)</p> <p>شعوری تقاضے</p> <p>غیبہ دین اور اصلاحیات</p> <p>ثناء خدیو بندی</p> <p>صدائے فکر و عمل</p> <p>ارکان اسلام</p> <p>عبادت و عطاقت</p> <p>حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کا تصور دین</p> <p>اجتماعی مسائل کا ولی اللہی حل</p> <p>دین کے معاشی نظام میں منت کی قدر و اہمیت</p> <p>نظام کیا ہے؟</p> <p>تبدیلی نظام کا ولی اللہی نظریہ</p> <p>تبدیلی نظام کیوں اور کیسے؟</p> <p>ولی اللہی فکر ایک تمامت</p> |
|--|---|